السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

برائے مہربانی زکوٰۃ سے متعلق مندرجہ ذیل فقہی اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے اصل صورت حال صاف فرما کرالجھن دور فرمایئے۔

الف) عورتوں کے استعمال کے زیور کے بارے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے جبکہ ایک دوسرا گروہ جس میں غالباً شافعی فقہ کے لوگ شامل ہیں اس طرف گیا ہے کہ عورتوں کے استعمالی زیور پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ زکوٰۃ نہیں لگاتے اور یہی رائے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بھی ہے۔ موطا امام مالک ص ۱۰۶ میں ہے۔ کہ حضرت ابن عمرؓ اپنی لڑکیوں کو زیور پہناتے تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ یہ بات تو تمام فقہ کے لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کا صحابہ کرام میں بہت بلند مقام ہے چنانچہ اگر حدیث کی کتب سے ان کی بیان کردہ احادیث کو حذف کردیا جائے تو آدھے صفحے خالی رہ جائیں۔ امام مالکؒ کی مالکی فقہ کا تو تمام تر دارومدار ہی حضرت ابن عمرؓ کے فتاویٰ پر ہے۔

''ب) نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے: ''آپ ﷺ نے ایک عورت کو سونے کے کنگن پہنے دیکھ کر پوچھا کیا تم اس پر زکوٰۃ دیتی ہو؟ جواب نفی میں پا کر ارشاد فرمایا کیا ان کی جگہ قیامت میں آگ کے کنگن پہننا پسند کروگی؟)

اس ضمن میں ایک دو اور سوال بھی واضح فرمایئے کہ کیا زکوٰۃ واجب ہے یا فرض؟ آیا فرائض اور وجوب ایک چیز کے دو نام ہیں یا کوئی فرق ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا سگے بھائی کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور کیا اس پر بھی بیوی کے خاوند کو زکوٰۃ دینے کی طرح قرابت کا بھی ثواب ہوگا؟

میں یہ بات وضاحت سے عرض کردوں کہ میرا مدعا ہرگز یہ نہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی آڑ لے کر زکوٰۃ کے سلسلے میں کوئی ناجائز فائدہ اٹھاؤں بلکہ مقصد صرف صحیح مسئلے کی واقفیت ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کے سوالنامے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا یہ کہ کیا زیور مستعملہ میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر واجب ہے تو پھر حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اختلاف کی حیثیت کیا ہے؟

دوسرا یہ کہ فرض اور واجب کی اصطلاح میں کوئی فرق ہے؟

تیسرا یہ کہ کیا حقیقی بھائی کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟ جیسا کہ حدیث میں بیوی کے خاوند کو صدقہ دینے کا ذکر آیا ہے؟

۔جہاں تک مستعملہ زیور کے وجوب کا تعلق ہے تو کتاب وسنت کے ظاہری دلائل کی روشنی میں یہی بات راجح ہے کہ مستعملہ زیور میں زکوٰۃ واجب ہے چاہے زیور سونے کے ہوں یا چاندی کے۔ اس سلسلے میں آپ نے جو ا کنگن والی حدیث بیان کی ہے اس کے علاوہ درج ذیل دو احادیث کا ذکر بھی مفید رہے گا۔

(۔حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے: ''وہ سونے کے زیور پہنتی تھیں پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا کہ کنز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اس کی زکوٰۃ دی ہے تو یہ کنز نہیں۔'' (دارقطنی' ابوداؤد ۲

۔حضرت عبداللہ بن شداد کی روایت ہے: ''ہم حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ ایک بار حضور ﷺ نے میرے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی تو دریافت کیا کہ عائشہؓ یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا اللہ کے رسول یہ میں ۳ نے زینت کے لئے انگوٹھی پہنی ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کی زکوٰۃ تم نے ادا کی ہے؟ میں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا تیرے لئے جہنم سے یہ کافی ہے۔''

اس طرح کی اور بھی حدیث روایت کی گئی ہیں جن سے اس مسلک کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ مستعملہ زیور میں زکوٰۃ فرض ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک مستعملہ زیور میں زکوٰۃ فرض یا ضروری نہیں ہے انہوں نے جہاں بعض اقوال سے استدلال کیا ہے وہاں حضرت جابر کی اس مرفوع حدیث کا بھی سہارا لیا ہے کہ لیس فی الحلی زکوٰۃ حالانکہ یہ حدیث نہ صرف ضعیف بلکہ موضوع اور بے اصل ہے۔ اسے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عائشہؓ کے اقوال کے بارے میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ مرفوع صحیح روایت ملنے کے بعد کسی صحابی یا امام کے آثار واقوال قابل حجت نہیں رہتے۔ رسول اللہ کا صحیح فرمان جب ہمارے سامنے آجائے تو پھر کسی بھی شخصیت کا قول چھوڑا جاسکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ کیا ان کے اقوال غلط ہیں تو اجتہاد درست بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی لیکن مجتہد کو ہر حال میں اس کا اجر ملے گا۔ اس لئے صحابہ کرام اور ائمہ دین کے اجتہادات کا صحیح حدیث آنے کے بعد ہمارے لئے اپنانا ضروری نہیں لیکن ان کو اس کاوش کا اجر ضرور ملے گا۔

اس لئے یہ سوچنا کہ اس مسئلے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ یا امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے اقوال کو کس طرح چھوڑا جاسکتا ہے حدیث کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہاں اس مسئلے میں بعض علماء نے ان احادیث پر بھی کلام کیا ہے جن سے زیوروں کی زکوٰۃ کا وجود ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیثیں بھی ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ ان احادیث کی اسناد پر بحث سے قطع نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام احادیث پر غور کرنے کے بعد بہر حال قوی رائے یہی ہے کہ زیور مستعملہ پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر فریق مخالف کے دلائل کو اہمیت دی جائے تب بھی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ زیوروں کو زکوٰۃ ادا کی جائے۔

۲۔ جہاں تک فرض اور واجب کے درمیان فرق کا مسئلہ ہے تو اس میں بھی اختلاف ہے احناف کے نزدیک فرض اور واجب میں کچھ فرق ہے اور وہ واجب کو فرض سے کچھ کم درجہ دیتے ہیں جبکہ دوسرے ائمہ کے نزدیک فرض اور واجب ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ محض لفظی فرق ہے معنی میں کوئی فرق نہیں۔ احادیث میں فرض یا واجب کی جو اصطلاح استعمال ہوئی ہے اس سے دوسری رائے کو تقویت ملتی ہے۔ واجب کا لفظ فرض ہی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور ان دونوں میں فرق کی کوئی خاص دلیل نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

۳۔ اقرباء کو صدقہ یا زکوٰۃ دینے کے بارے میں تفصیلی بحث میں پڑنے کی بجائے ہم اختصار سے یہ ذکر کرتے ہیں کہ جس قریبی کا نان ونفقہ جس آدمی پر بھی واجب ہوگا' اس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے اس بات پر اجماع ہے کہ خاوند بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اس بات پر بھی اجماع ہے کہ والد لڑکے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ جہاں تک عورت کا اپنے خاوند کو زکوٰۃ دینے کا تعلق ہے تو اس بارے میں اختلاف ہے بعض لوگوں نے فرق کیا ہے کہ نفلی صدقہ عورت خاوند کو دے سکتی ہے لیکن زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ جبکہ حضرت زینب کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب انہوں نے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تم خاوند کو صدقہ دے تو تمہیں دو اجر ملیں گے ایک قرابت کا ایک صدقے کا۔ لیکن اس حدیث سے زکوٰۃ دینے کا ثبوت نہیں ملتا۔ زیادہ سے زیادہ نفلی صدقے کا جواز ملتا ہے۔ جہاں تک حقیقی بھائی کو زکوٰۃ دینے کا تعلق ہے تو ظاہر ہے جب بھائی یا اس کی اولاد کے اخراجات پورے کرنا دوسرے بھائی کی ذمہ داری نہیں ہے جس طرح کہ اس کے اپنے بیوی بچوں کی اس پر ذمہ داری ہے تو ایسی صورت میں اگر بھائی مستحق ہے اور زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں سے کسی ایک دو میں وہ آتا ہے تو اسے زکوٰۃ دینے میں کوئی شرعی امر مانع نظر نہیں آتا۔ خاص طور پر اگر حضرت زینب ؓ کی حدیث سے استدلال کیا جائے کہ انہوں نے زکوٰۃ کے بارے میں ہی حضور ﷺ سے دریافت کیا تھا تو پھر حقیقی بھائی کو زکوٰۃ دینے سے بھی دو اجر حاصل ہوسکتے ہیں ایک قرابت کا ایک صدقے کا۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ مستعملہ زیور جو عورتیں ہمیشہ پہنتی ہیں یا کبھی کبھی اس میں زکوٰۃ دینی ہوگی س کے لئے شرط یہ نہیں کہ عورت اس زیور کو استعمال کتنا عرصہ کرتی ہے بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ سونا چاندی نصاب کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جب نصاب پورا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص348

محدث فتویٰ